Fikr-o-Nasar (Islamabad) 24:3 (1987)

نام۔جاہلی تمدن اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

محمد عبدالشہید نعمانی

اسلام دین فطرت ہے اس نے جو نظام حیات عطا کیا ہے وہ کسی ایک دائرہ تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہے۔ سیاست ہو یا معیشت ، معاشرت ہو یا عائلی زندگی کونسا شعبہ ایسا ہے جس میں واضح رہنمائی موجود نہیں ۔ احادیث میں کتاب الادب کے تحت مستقل ابواب ہیں جن میں انسانی زندگی کی چھوٹی چھوٹی جزئیات کے بارے میں تفصیلی ہدایات ملتی ہیں ۔

ان ہی جزئیات میں ایک ,,نام،، بھی ہے انسان کی اس دنیا میں آمد کے بعد اس کے تشخص کا پہلا ذریعہ اس کا نام ہے۔ نام سے ہی وہ پہچانا جاتا ہے۔ معاشرہ میں تعارف حاصل کرتا ہے اور دیگر بنی نوع انسان کے مقابلہ میں ایک امتیاز اور انفرادیت پاتا ہے۔

عربی میں نام کے لئے لفظ ,, اسم ،، استعمال ہوتا ہے جس کی جمع ,, أسماء ،، آتی ہے۔ ,, اسم ،، اور ,, اسماء ،، ہمارے یہاں اردو میں بھی اسی معنی میں رائج اور مستعمل ہیں۔ عربی زبان میں اسم کن معنی میں بولا جاتا ہے اس کے لئے ہمیں لغت سے رجوع کرنا ہوگا۔

امام راغب اصفہانی اسم کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

الاسم ما یعرف به ذات الشییء (۱)

اسم وہ ہے جس سے کسی چیز کی ذات کا تعارف حاصل ہو ۔

جبکہ علامہ ابن سیدہ اسم کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

الاسم هو اللفظ الموضوع علی الجوهر او العرض للتمییز (٢)

اسم وہ لفظ ہے جو کسی جوھر یا عرض کو ایک دوسرے سے ممیز اور ممتاز کرنے کے لئے وضع کیا جائے۔

علامة قسطلانی نے المواھب اللدنیة میں اسم کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے :

اسماء جمع اسم وھو کلمة وضعتھا العرب بازاء مسمی متی اطلقت فھم منھا ذلک المسمی (٣) ۔

اسماء اسم کی جمع ہے اور اسم وہ کلمہ ہے جس کو عرب ایک مخصوص مسمی کے لئے بولتے ھیں کہ جب وہ لفظ ادا کیا جائے تو ذھن اس مخصوص مسمی کی طرف منتقل ھو جائے۔

اس لغوی تشریح و مفہوم کے علاوہ لفظ اسم نحو منطق اور دیگر علوم میں بطور اصطلاح کے بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کی تفصیلات کا یہاں موقع نہیں ہے۔

ھر قوم کا بچوں کے نام تجویز کرنے میں اپنا ایک خاص ذوق ھوتا ہے۔ جس میں تمدنی معاشرتی اور دیگر بہت سے عوامل کار فرما ھوتے ھیں۔

زمانہ جاھلیت کے عربوں کی زندگی پر وھاں کی مخصوص آب و ھوا اور موسم کا بہت زیادہ اثر تھا۔ قریشی اور قحطانیوں کو چھوڑ کر بقیہ عرب کے باشندے خانہ بدوشی کی زندگی گذارتے تھے خیموں میں رھتے اور مویشی پال کر ان کے دودھ اور گوشت سے پیٹ بھرتے اور سبزہ زاروں بارانی علاقوں چشموں اور کنووں کی تلاش میں مستقل گردش کرتے رھتے۔ اسباب رزق کی کمیابی کیوجہ سے آئے دن قحط سے دوچار ھوتے اور ایسی صورت میں ایک دوسرے کا مال و اسباب لوٹنے سے بھی گریز نہ کرتے۔ اس طرح وہ مستقل جنگ و جدال اور ھنگامی کیفیت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اسی جنگی کیفیت کیوجہ سے حالت جنگ میں زندگی بسر کرنے والی قوموں میں

جو صفات پیدا ہو جاتی ہیں وہ سب ان میں موجود تھیں ۔ بہادری ، عصبیت ، سخاوت ، فصاحت ، جہالت اور وحشت کا ان پر دور دورہ تھا ۔ زبان دانی پر وہ فخر کرتے اولاد نرینہ کو پسند کرتے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے ۔ ان کی ساری زندگی مذکورہ صفات کے اردگرد گھومتی تھی ، ان کے ناموں کی روشنی میں ان کی تمدنی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اس میں بھی جنگ و جدال باہمی آویزش اور فخر و مباہات کے اثرات بہت نمایاں طور پر موجود ہیں ۔ چنانچہ وہ دشمن پر غلبہ فتح اور نصرت کا شگون حاصل کرنے کے لئے اپنے بچوں کے ایسے نام تجویز کرتے تھے جس میں فتح و نصرت،غلبہ و انتقام،بیداری،چوکسی اور بہادری کا پہلو نکلتا ہو جیسے :

غالب (غلبہ حاصل کرنے والا) غلاب ، ظالم ، عارم (بدخلق ، مفسد) ، منازل (مدمقابل) ، مقاتل (جنگجو) ، معارک (جنگجو) ، ثابت (ثابت قدم)، مسھر (بیدار)، مؤرق (بیدار) ، منبہ (ہوشیار)، مصبح (صبح آنے والا) ، طارق (رات کو آنے والا) ، عباس (ترش رو ، شیر) ، ضرار (ضرر رساں) حمزة (تیز اور شعلہ بار، شیر) مصعب (دشوار، سرکش) .

اسی طرح دشمنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی اولاد کے نام درندوں اور وحشی جانوروں کے نام پر رکھتے اور یہ توقع کرتے کہ وہ دشمنوں کے بالمقابل وحشی درندے ہی ثابت ہوں گے اور دشمن سے انتقام لینے میں ان صفات کا مظاہرہ کریں گے جو وحشی درندوں کا خاصہ ہوتی ہیں ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہمیں اس قسم کے نام بکثرت ملتے ہیں۔

اسد (شیر) لیث (شیر)، فراس (چیر پھاڑ کرنے والا) ، ذئب (بھیڑیا) ضرغام (شیر) کلب (کتا) ، فہد (تیندوا) ۔

اسی جنگجو طبیعت کے زیر اثر وہ بچوں کے نام ایسے درخت اور پودوں کے نام پر بھی رکھتے تھے جو کانٹے دار کڑوے کسیلے اور غیر نفع

بخش ہوں ان ناموں سے ان کا مقصود جہاں اپنی قوت و شوکت کا اظہار ہوتا وہاں یہ تاثر بھی پیدا کرنا تھا کہ ان کی اولاد پر غلبہ و فتح حاصل کرنا دشمن کے لئے اتنا ہی دشوار ہوگا جس طرح ان درخت اور پودوں سے نفع حاصل کرنا دشوار ہوتا ہے اور یہ کہ ان کی اولاد ان ضرر رساں پودوں کی طرح دشمن کے لئے سخت خطرہ اور نقصان کا باعث ہوگی ۔ اس قسم کے ناموں میں درج ذیل نام بہت نمایاں ہیں :

عطاه (کانٹے دار جھاڑی) ، قرظة (کیکر سے مشابہ ایک درخت) ، طلحة (کانٹے دار درخت) سمرة (کانٹے دار جھاڑی یا درخت) ، قتادة (سخت کانٹے والا درخت) هراسة (کانٹے دار درخت) ۔

اسی طرح وہ سختی درشتی اور انتہائی عزم و ہمت کے اظہار کے لئے اپنی اولاد کے نام زمین کے ایسے قطعات کے نام پر رکھتے جن میں بلندی ، سختی اور شوکت و عظمت پائی جاتی ہو اور یہ فرض کرتے کہ ان کی اولاد کو زیر کرنا اسی طرح مشکل ہوگا جس طرح اس قسم کے قطعات اراضی کا سر کرنا مشکل ہوتا ہے جیسے :

حجر (پتھر) ، حجیر (چھوٹا پتھر) ، صخر (چٹان) ،فهر (سخت پتھر) جندل (بڑی چٹان) ، جرول (پتھریلی زمین) ، حزن (سخت زمین) حزم (سخت اور بلند زمین) .

بچوں کے نام تجویز کرنے میں ایک اور پہلو جو نمایاں طور پر ہمیں نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ عرب لوگ ناموں میں ایسے مفہوم کا اظہار چاہتے تھے جس میں کامیابی، کامرانی، آبادی، فلاح، اور حصول مقصد کا شگون نکلتا ہو اور ساتھ ہی اولاد کی حفاظت اور سلامتی کا پہلو بھی نمایاں ہوتا ہو، جیسے :

نائل (حاصل کرنے والا) ، وائل (پہنچنے والا ، نجات پانے والا) ناج (نجات حاصل کرنے والا) ، مدرک (حاصل کرنے والا) ، دراک (پسندیدہ چیز حاصل کرنیوالا) سالم (محفوظ) سلیم (محفوظ) ،

مالک (مالک) عامر (آباد کرنیوالا) ، سعد (خوش بخت)، سعید (بختاور)، مسعدة (سراپا سعادت) ، اسعد (زیادہ بختاور) ۔

اس جنگجو طبیعت کا حامل عرب کبھی کبھی انتہائی سادگی کا مظاہرہ بھی کر جاتا اور راہ میں نظر آنے والے جانور حشرات الارض اور پرندوں چرندوں کے نام پر بھی اپنے بچوں کا نام رکھدیا کرتا ۔ ان ناموں سے جہاں ایک طرف دیہاتی زندگی کی عکاسی ہوتی ہے وہاں دوسری طرف ان کی سادگی اور بھولپن کا پتہ بھی چلتا ہے، جیسے :

ثعلب (لومڑی) ، ثعلبة (لومڑی)، ضب (گوہ) ضبة (گوہ)، ضبیعة (بجو)، کلب (کتا) ، حمار (گدھا) قرد(بندر)، خنزیر (سور)، جحش(گدھے اور گھوڑے کا بچہ)، غراب (کوا)، صرد (لٹورا ۔ ایک پرندہ) ، بکر(جوان اونٹ) ، عنز (بکری) ۔

اپنی اولاد کے بارے میں اس قدر حساس طبیعت رکھنے والے عرب لوگ غلاموں کے بارے میں یکسر مختلف ذوق کے حامل تھے ۔ غلاموں کے بارے میں ان کا ذوق نزاکت ، شیرینی اور لفظی و معنوی حسن و جمال کا خواهش مند رہتا تھا ۔ اس کا سبب ابو حاتم سجستانی نے یہ بیان کیا ہے ۔ علامہ ابن درید ناقل ہیں :

اخبرنا ابو حاتم سهل بن محمد السجستاني قال قيل للعتبى ما بال العرب سمت أبناءها بالاسماء المستشنعة وسمت عبيدها بالاسماء المستحسنة قال لانها سمت ابناءها لاعداءها وسمت عبيدها لأنفسها[۴]۔

„سہل بن محمد السجستانی نے ہم سے بیان کیا کہ عتبی سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ عرب اپنے بچوں کے نام تو انتہائی نامناسب وغیر پسندیدہ رکھتے ہیں جبکہ اپنے غلاموں کے نام انتہائی خوبصورت رکھتے ہیں ۔ عتبی نے جواب دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کے نام دشمنوں کے لئے رکھتے ہیں اور غلاموں کے نام اپنے لئے۔“

مذہبی تصورات، اوہام، کہانت اور شگون کو ان کی زندگی میں بڑا دخل تھا ۔ عربوں کے یہاں ایسے نام بکثرت ملتے ہیں جن میں عبد

کی اضافت کسی مشہور بت، سورج یا ستاروں کی طرف کی گئی ہے مثلاً : عبد العزی ، عبد اللات ، عبد مناۃ ، عبدالمدان ، عبدشمس، عبد الثریا ، عبد مناف ۔

اسی طرح بہت سے نام کاھنوں اور نجومیوں سے پوچھ کر بھی رکھے جاتے تھے ۔

قریشی اور قحطانی چونکہ متمدن زندگی بسر کرتے تھے اس لئے ان کے ناموں میں ھمیں شہری زندگی کی جھلک ملتی ہے مثلاً : حبیب (پسندیدہ) ، ربیعة (عطـــردان)، حکم (حاکـم ، بشر (کشادہ) ، مروان (چقماق) مالک (مالک) خیار (پسندیدہ) ۔

عورتوں کے ناموں میں ان کا ذوق نزاکت اور لفظی و معنوی حسن و جمال کی طرف مائل تھا جیسے :

آمنة (امن والی)، زھرۃ (گوری چٹی سرسبز و شاداب) ، عاتکة (شریف ۔ خوب خوشبو لگانے والی) ، خولۃ (ھرنی) ، ماویۃ (آئینہ ، محبت کرنیوالی) لیلی(شراب) ، ھند (محبت کرنیوالی)، برۃ (نیـک بنہاء (نازک اندام)

زمانہ جاھلیت میں مصغر نام رکھنے کا بھی رواج تھا ۔ تصغیر سے صوتی حسن کے ساتھ ساتھ پیار و محبت دونوں کا اظہار ھو جاتا تھا؛ مثلاً :

زھیر ، عبید ، سلیم ، عمیر .

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی محمد :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی محمد عربوں کے یہاں بہت نادر الوجود تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ کے دادا حضرت عبد المطلب نے آپ کا نام نامی محمد تجویز فرمایا تو قریش کے بعض سرکردہ افراد نے اظہار تعجب کرتے ہوئے نام کی وجہ تسمیہ دریافت کرنا چاھی ۔ چنانچہ علامہ ابن درید لکھتے ھیں :

روی بعض نقلة العلم ان النبی صلی اللہ علیه وسلم لما ولد امر عبدالمطلب بجزور فنحرت و دعا رجال قریش وکانت سنتهم فی المولود اذا ولد فی استقبال اللیل کفؤوا علیه قدرا حتی یصبح ففعلوا ذلک بالنبی صلی اللہ علیه وسلم فاصبحوا وقد انشقت عنه القدر وهو شاخص الی السماء فلما حضرت رجال قریش وطعموا قالوا لعبد المطلب ما سمیت ابنک هذا قال سمیته محمدا قالوا ما هذا من اسماء آبائک قال اردت ان یحمد فی السموات و الأرض (۵)۔

"بعض ناقلان علم سے منقول ہے که آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم کی ولادت کے بعد حضرت عبد المطلب نے عمده قسم کے اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا ۔ اونٹ ذبح کیے جانے کے بعد آپ نے قریش کے سرکرده افراد کو دعوت دی ۔ قریش کا یه دستور تھا که اگر بچه کی ولادت رات کے اوائل میں ہوتی تو صبح تک کے لئے اس پر ایک ہنڈیا ڈال دیتے ۔ چنانچه حسب دستور آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا ۔ صبح ہوئی تو وه ہنڈیا ٹوٹ چکی تھی اور آپ آنکھ کھولے آسمان کو تک رہے تھے پھر قریش کے معززین کھانے کیلئے جمع ہوئے اور کھانے سے فراغت کے بعد حضرت عبد المطلب سے پوچھنے لگے تم نے اپنے اس بیٹے کا کیا نام رکھا ہے انہوں نے جواب دیا محمد یه سن کر ان لوگوں نے کہا تمہارے آباء و اجداد میں سے تو کسی کا یه نام نہیں ہے تو عبد المطلب نے جواب دیا که اس نام کے رکھنے میں میری آرزو یه ہے که اس بچے کی آسمان و زمین دونوں میں تعریف کی جائے"۔

محمد مفعل کے وزن پر ہے اور حمد سے مشتق ہے۔ مفعل وزن کی خاصیت یه ہے که اس میں تکرار پایا جاتا ہے یعنی مفعل کے وزن کے ذریعه جس صفت کو کسی شخص کے لئے بیان کیا جائے ۔ وه صفت اس میں تکرار کے ساتھ بار بار پائی جائے گی ۔ اس طرح محمد کے معنی یه ہوئے که وه شخص جس کی بار بار تعریف و توصیف کی جائے اور جو صفات حسنه کا سرتاپا مجموعه ہو ۔ اسی طرح مکرم اور

معظم کی صفت بھی اسی شخص کے لئے استعمال ہوگی جس کی بار بار تعظیم اور تکریم مقصود ہو۔ اس کے مقابلہ میں مفعول کا وزن ہے جس میں تکراری معنی نہیں پائے جاتے یعنی محمود۔ اس شخص کو کہا جائے گا جس کی ایک مرتبہ تعریف کی گئی ہو۔ چنانچہ عربی کا شاعر کہتا ہے :

فلست بمحمود ولا محمد ولکنما انت الحبنطی الحباتر (٦)

تمہاری نہ تو ایک مرتبہ تعریف کی جاتی ہے اور نہ بار بار بلکہ تم تو کوتاہ قامت اور متداخل اعضاء والے ہو۔

بہرحال عرب اس نام سے آشنا ضرور تھے اور زمانہ جاہلیت میں جن لوگوں کی یہود و نصاریٰ کے یہاں آمدورفت تھی یا تجارت اور دیگر ضروریات سے شام وغیرہ آنا جانا رہتا تھا اور راہبوں وغیرہ سے ملاقات ہوتی رہتی تھی وہ اس بات سے بھی واقف تھے کہ „ محمد " نامی ایک نبی سرزمین عرب میں جلد ھی مبعوث ہونے والا ہے بلکہ بعض افراد نے اپنے بچوں کے نام اس امید میں محمد رکھے کہ شاید وہ اس نام کی برکت سے ھی منصب نبوت سے سرفراز ہو جائیں۔
چنانچہ علامہ ابن الجوزی کتاب الوفاء میں خلیفہ بن عبدة المنقری کے حوالہ سے نقل کرتے ھیں :

عن خلیفه بن عبدة المنقری قال سألت محمد بن عدی کیف سماک ابوک محمدا قال اما انی سألت ابی عما سألتنی عنه فقال : خرجت رابع اربعة من بنی تمیم أنا احدهم وسفیان بن مجاشع ابن دارم و یزید بن عمرو بن ربیعة واسامة بن مالک بن جندب نرید ابن جفنة الغسانی فلما قدمنا الشام نزلنا علی غدیر فیه شجیرات وقربه دیر وفیه دیرانی فاشرف علینا وقال ان هذه اللغة ما هی لاهل هذا البلد قلنا نعم نحن قوم مضر ، قال من أي المضرین قلنا من خندف قال اما انه سیبعث فیکم و شیکا نبی فسارعوا الیه و خذوا بخطکم منه ترشدوا فانه

خاتم النبیین واسمه محمد فلما انصر فنا من عند ابن جفنة وصرنا الی اهلنا ولد لکل رجل منا غلام فسماه محمداً (٦ الف)۔

"خلیفه بن عبدة المنقری سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن عدی سے پوچھا کہ تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیونکر تجویز کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہی بات جو تم مجھ سے پوچھ رہے ہو میں نے اپنے والد سے پوچھی تھی تو انہوں نے جواب دیا کہ بنو تمیم کے ہم چار افراد یعنی میں ، سفیان بن مجاشع بن دارم ، یزید بن عمرو بن ربیعه ، اور اسامه بن مالک سفر کے اراده سے نکلے ۔ ہم ابن جفنه غسانی سے ملنا چاہتے تھے جب ہم شام پہنچے تو وہاں ایک تالاب کے کنارے جہاں چند چھوٹے چھوٹے درخت تھے ہم نے پڑاؤ ڈال دیا قریب ہی ایک معبد تھا جہاں ایک راہب اقامت گزیں تھا ۔ وہ راہب ہمارے پاس آیا (اور ہماری گفتگو سن کر) کہنے لگا یه زبان جو تم بول رہے ہو اس شہر کی زبان تو نہیں ہے۔ ہم نے جواب دیا کہ ہم مضری لوگ ہیں پھر اس نے سوال کیا کون سے مضری ہم نے کہا خندف ۔ یه سن کر اس نے کہا ، یه بات اچھی طرح جان لو کہ عنقریب تم میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے۔ لہذا جلدی سے اس کی طرف لپکو اور اپنا حصه اس میں سے حاصل کر لو تم ہدایت پاؤ گے اس لئے کہ وہ آخری نبی ہوگا اور اس کا نام محمد ہوگا ۔ چنانچه جب ہم شام سے واپس آئے اور اپنے اہل و عیال سے ملے تو جس کے یہاں بھی لڑکا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم کے علاوہ اس دور میں جن افراد کے نام ,, محمد ،، ملتے ہیں وہ درج ذیل ہیں :

١ ۔ محمد بن بلال بن احیحة بن الجلاح ۔ بلاذری نے اس کے باپ کا نام عقبه نقل کیا ہے (٧) ۔

٢ ۔ محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم (٨) ۔

٣ ۔ محمد بن مسلمة الانصاری بن عمرو بن تمیم (٩) ۔

۴۔ محمد بن حمران الجعفی الشاعر۔ یہ امری القیس کا ہمعصر تھا امری القیس اسے شویر یعنی چھوٹا شاعر کہا کرتا تھا۔

۵۔ محمد بن الحرماز بن مالک بن عمرو بن تمیم (۱۰)۔

٦۔ محمد بن بر بن طریف بن عتوارۃ بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ (۱۱)۔

۷۔ محمد بن خولی۔ ان کا تعلق قبیلہ ہمدان سے تھا (۱۱الف)۔

۸۔ ابو محمد سعود بن اوس بن اصرم بن زید بن ثعلبہ۔ یہ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھا۔

۹۔ محمد بن خزاعی بن خزابۃ۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو سلیم کی شاخ بنو ذکوان سے تھا۔

درج ذیل شعر میں محمد سے مراد یہی ہیں اور یہ شعر ان کے بھائی قیس بن خزاعی کا ہے:

فذلکم ذو التاج منا محمد ورائیته فی حومۃ الموت تخفق (۱۱ب)

۱۰۔ محمد الجشمی۔ ان کا تعلق قبیلہ سواءۃ سے تھا۔

۱۱۔ محمد الاسیدی

۱۲۔ محمد الضقیمی۔

مؤخر الذکر تینوں افراد کا نام نبوت کی امید میں محمد رکھا گیا تھا (۱۱ج)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد تقاضائے محبت کے نتیجہ میں مسلمانوں میں محمد نام رکھنے کا سلسلہ شروع ہو گیا بہت سے نو مولود بچوں کے نام خود آپ نے بنفس نفیس محمد تجویز فرمائے۔ ان میں درج ذیل افراد خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں:

۱۔ محمد بن جعفر بن ابی طالب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی کے بیٹے۔

۲۔ محمد بن طلحۃ بن عبید اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام خود تجویز فرمایا تھا ان کی کنیت ابو سلیمان تھی (۱۲)۔

۳ ۔ محمد بن حاطب بن الحارث (۱۳) ۔

۴ ۔ محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ یہ سن دس ہجری میں ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام خود تجویز کیا اور کنیت ابو القاسم رکھی ۔ ایک روایت کے مطابق ان کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تجویز کردہ نہیں بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے (۱۴) ۔

۵ ۔ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ (۱۵) ۔

٦ ۔ محمد بن عمرو بن حزم بن زید لوذان الخزرجی ۔ یہ نجران میں اس وقت پیدا ہوئے جب ان کے والد وہاں عامل کے فرائض انجام دے رہے تھے ۔ حضرت عمرو بن حزم نے بذریعہ خط صاحبزادے کی ولادت کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجدی اور اس میں مجوزہ نام محمد اور کنیت ابو سلیمان بھی تحریر کر دی ۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا ۔ بچہ کا نام محمد مناسب ہے البتہ کنیت ابو سلیمان کی بجائے ابو عبد الملک رکھدی جائے (۱٦) ۔

۷ ۔ محمد بن الاشعث (۱۷) ۔

مذکورہ محمد نامی حضرات میں سے محمد بن الاشعث ، محمد بن طلحہ ، اور محمد بن حذیفہ کی کنیت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت پر ابوالقاسم ہی تھی ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآنی نام احمد بھی زمانہ جاہلیت میں معروف تھا چنانچہ درج ذیل قبائل اور افراد وہ ہیں جن کے نام سے عرب کے مختلف قبائل کی نسلیں چلتی ہیں اس نام سے معروف ہیں :

۱ ۔ احمد بن ثمامہ بن جدعاء قبیلہ بنوطی کی ایک شاخ ہے ۔

۲ ۔ احمد بن دومان بن بکیل ۔ قبیلہ ہمدان کی ایک شاخ ہے ۔

۳ ۔ احمد بن زید بن خداش ۔ قبیلہ سکاسک کی ایک شاخ ہے ۔

۴ ۔ بنو احمد ۔ قبیلہ طی کی ایک شاخ ہے (۱۸) ۔

دعوت اسلامی کے عام ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام تجویز کرنے کے ذیل میں متعدد ہدایات دیں اور اصول مقرر فرمائے ان میں پہلی ہدایت اور تعلیم یہ تھی کہ مناسب اور اچھے نام رکھے جائیں کیونکہ قیامت میں نام سے ہی پکارا جائے گا پھر یہ کہ بچہ کا نام رکھنے میں تاخیر نہ کی جائے اور جلد از جلد نام رکھ دیا جائے۔ بعض بچوں کو پیدائش کے روز ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا اور آپ نے ان کے نام تجویز فرما دئے چنانچہ امام بخاری نے ,, باب تسمیة المولود غداة یولد لمن لم یعق عنه ,, کے تحت اس سلسلہ میں بہت سے واقعات نقل کیئے ہیں (۱۹)۔

بعض احادیث سے یہ مدت سات روز تک ممتد معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ امام ترمذی نے ,, باب فی تعجیل اسم المولود،، کے تحت درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی صلی اللہ علیه وسلم امر بتسمیة المولود یوم سابعه و وضع الاذی عنه والعق (۲۰)۔

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نومولود کے عقیقہ صفائی اور نام رکھنے کا ساتویں دن کا حکم دیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ساتویں روز بھی نام رکھنے کی گنجائش موجود ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ناموں کی نشان دہی بھی فرمائی جو نہ صرف آپ کو پسند تھے بلکہ وہ اللہ تعالی کو بھی انتہائی محبوب ہیں۔ چنانچہ ابن ماجہ اور ابو داؤد میں حضرت ابن عمر سے درج ذیل حدیث منقول ہے :

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال احب الاسماء الی اللہ عزوجل عبد اللہ و عبدالرحمن (۲۱)۔

حضرت ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ھیں کہ ناموں میں اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ محبوب عبداللہ اور عبدالرحمن ھیں ۔

سب سے زیادہ سچے نام کون سے ھیں ان کی نشان دھی کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :
اصدقھا حارث و حمام (۲۲) ۔ سب سے زیادہ سچے نام حارث اور ھمام ھیں ۔

عبداللہ ، عبدالرحمن کے علاوہ جن ناموں پر آپ نے پسندیدگی کا اظھار کیا ان میں ابراھیم سرفہرست ہے ۔ آپ نے خود اپنے صاحبزادے کا نام ابراھیم تجویز فرمایا تھا ۔ انبیاء کے اسماء گرامی بھی آپ کو انتہائی محبوب تھے ۔ اسی لئے آپ نے انبیاء کے ناموں پر بچوں کے نام رکھنے کی تلقین فرمائی ہے ۔ چنانچہ ابو داؤد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی موجود ہے ۔

تسموا باسماء الانبیاء (۲۳) انبیاء کے ناموں پر نام رکھا کرو ۔

ناموں کے بارے میں آپ انتہائی حساس تھے ایسے نام جو مہمل ہوں یا ان میں جاھلیت کی عکاسی ھوتی ھو فخروغرور یا خود ستائشی کا پہلو نکلتا ھو اسے آپ کسی مناسب نام سے بدل دیا کرتے تھے ۔

چنانچہ ایک شخص کا نام حباب تھا آپ نے بدل کر عبد اللہ رکھدیا (۲۴) اسی طرح حزن نام کو سھل سے تبدیل کر دیا (۲۵) ۔

ایک خاتون کا نام برّہ تھا آپ نے اس بناء پر کہ اس میں خودستائشی کا پہلو پایا جاتا ہے بدل کر زینب رکھدیا (۲٦) ۔ اسی طرح حضرت ابن عمر سے ایک روایت ہے کہ ایک بچی کا نام عاصیة تھا آپ نے اسے جمیلہ سے بدل دیا (۲۷) ۔

اسی طرح عاص ، عزیز عقلہ ، شیطان ، حکم ، غراب ، غادی ، ظالم ، اصرم ، ومرة ۔

جیسے نام بھی آپ نے تبدیل فرما دیئے (۲۸) ۔

برے ناموں کے معاملہ میں آپ اس قدر حساس تھے کہ اگر کسی جگہ کا نام بھی نامناسب ہوتا تو آپ اسے بھی تبدیل فرما دیتے ۔ چنانچہ ایک جگہ کا نام بقیة الضلالة تھا آپ نے بدل کر بقیة الھدیٰ کر دیا (۲۹) ۔

سب سے زیادہ جس نام اور لقب کو آپ نے ناپسند فرمایا وہ ملک الاملاک یعنی شہنشاہ ہے چنانچہ آپ کا ارشاد ہے ۔

اخنی الاسماء یوم القیامة عند اللہ رجل تسمی ملک الاملاک (۳۰)

روز قیامت اللہ کو سب سے زیادہ اس شخص کا نام ناپسند ہوگا جسے ملک الاملاک کہا جاتا ہے ۔

اسی طرح آپ نے کسی کا نام بگاڑنے یا کسی کو برے لقب سے یاد کرنے سے بھی منع فرمایا ہے خود قرآن مجید میں اس سلسلہ میں ممانعت موجود ہے ارشاد ہے : ولا تنابزوا بالالقاب (۳۱) ۔

البتہ پیار سے کسی نام کو مصغر یا مختصر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات حضرت ابو ہریرہ کو ,,یا اباھر،، کہکر مخاطب کیا کرتے تھے ۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یا عائش کے لقب سے پکارتے تھے (۳۲) ۔

مسلمانوں میں خواہ ان کا تعلق سرزمین عرب سے ہو یا دنیا کے کسی اور خطے سے عام طور پر عربی زبان میں نام رکھنے کا رواج ہے ایران و ہندوستان کے بعض علاقوں میں ہمیں فارسی یا ہندی نام بھی ملتے ہیں لیکن بہت خال خال ۔ اسلام نے نام کے سلسلہ میں زبان کی کوئی قید نہیں لگائی ہے ۔ یہ محض مسلمانوں کا قرآنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا نتیجہ ہے کہ وہ دنیا کی خواہ کوئی زبان بولتے ہوں نام عربی میں رکھتے ہیں ۔

مسلمانوں میں سب سے زیادہ مقبول نام ترکیب اضافی کے ساتھ ہیں مقبول ترین مرکب نام عبداللہ اور عبدالرحمن زمانہ جاھلیت میں بھی عبداللہ نام معروف تھا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام عبد اللہ تھا لیکن مسلمانوں میں اس نام کی مقبولیت کا اصل سبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ یہ نام اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ کتب اسماء رجال اور اعلام کی کتابوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو محمد اور احمد کے ساتھ ساتھ اگر کوئی نام ملتا ہے تو وہ عبداللہ اور عبدالرحمن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشاد کی پیروی کرتے ہوئے امت مسلمہ نے اللہ جل شانہ کی دیگر تمام صفات کو بھی عبد کے ساتھ ملا کر نام کی شکل دیدی اور ناموں کا یہ سلسلہ اس قدر مقبول و معروف ہے کہ اس کے لئے کسی مثال کی ضرورت نہیں۔

بسا اوقات عبد کی نسبت لفظ اللہ کے علاوہ اللہ تبارک و تعالی کی دیگر صفات یا اهل بیت کے اسماء کی طرف بھی کر دی جاتی ہے۔ جیسے عبدالرسول ، عبدالمصطفی ، عبدالنبی ، عبد الحسن اور عبدالحسین وغیرہ مؤخر الذکر اضافت کا سنی مسلمانوں میں بہت کم رواج ہے۔ البتہ شیعہ حضرات کے یہاں اس قسم کے نام ضرور ملتے ہیں ۔ سعودی عرب وغیرہ میں اس قسم کے ناموں میں تھوڑی سی ترمیم کرکے عبد کے بعد رب کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ عبد المصطفی کو عبد رب المصطفی ، عبد النبی کو عبد رب النبی اور عبد الرسول کو عبد رب الرسول سے بدل دیا جاتا ہے۔

ھند و پاک میں ترکیب اضافی کی ایک اور شکل بھی رائج اور مقبول ہے۔ کسی صفت یا اسم کی لفظ دین ، حق رحمن ، یا کسی اور صفت کی طرف اضافت کر دی جاتی ہے۔ جیسے نجم الدین ، بدرالدین ، صدر الدین ، شمس الدین ، نعیم الدین ، عطاء الحق ،

ثناء الحق ، مطیع الحق ، منیب الرحمن ، حفیظ الرحمن ، علیم اللہ حفیظ اللہ ، ناصر اللہ ، فضل اللہ ، عبیداللہ ۔

اسی طرح عبد کا ترجمہ غلام کرکے سابقہ اسماء و صفات کے اضافے کے ساتھ نام رکھنے کا بھی خاصا رواج ہے ، جیسے : غلام نبی ، غلام رسول ، غلام اللہ ، غلام یسین وغیرہ ۔

ہندو پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار عقیدت کے لئے بیشتر ناموں کے آغاز میں محمد کا اضافہ کر دیا جاتا ہے جیسے محمد احمد ، محمد حامد ترکیب اضافی والے ناموں میں بھی یہ اضافہ اکثر ملتا ہے جیسے محمد عبدالحمید ۔ ان مرکب ناموں سے بسا اوقات عرب شبہ میں پڑ جاتے ہیں اور چونکہ اب ان کے یہاں باپ کے نام سے قبل لفظ ابن کے اضافہ کا رواج ختم ہو گیا ہے اس لئے اس قسم کے مرکب ناموں کو وہ ایک کے بجائے کئی نام سمجھتے ہیں ، مثلاً محمد عبد المجید میں وہ اصل نام محمد سمجھیں گے اور عبد المجید باپ کا نام قرار پائے گا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ انبیاء کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھے جائیں مسلمانوں میں انبیاء کے نام پر بکثرت نام رکھے جاتے ہیں اور تقریباً تمام مشہور انبیاء کے نام اس سلسلہ میں مقبول و متداول ہیں البتہ عام طور پر ان ناموں کے شروع میں محمد کا اضافہ کر دیا جاتا ہے ۔۔

خلفاء راشدین جلیل القدر صحابہ بزرگان دین اعیان علماء نامور جرنیل اور دیگر مقدس ہستیوں کے نام بھی بکثرت رکھے جاتے ہیں اور اس سے مقصود ان نفوس قدسیہ سے انتساب اور ان خوبیوں کا حصول ہوتا ہے جو ان بزرگوں میں پائی جاتی تھیں ۔

برصغیر ہندوپاک میں تاریخی نام رکھنے کا بھی خاصا رواج رہا ہے اور ایسے نام رکھے جاتے تھے جن سے مسمی بہ کی تاریخ پیدائش

بھی نکل آئے ۔ اب تاریخی ناموں کا رواج خاصا متروک ھو گیا ہے کیونکہ اس قسم کے نام طویل اور نامانوس ھونے کی وجہ سے زبان زدعام نہیں ھو پاتے تھے ۔

بعض نام باوجودیکہ مفہوم اور معنی کے اعتبار سے صحیح ھیں لیکن چونکہ ان ناموں کے ساتھ ایسی شخصیتیں منسوب ھو چکی ھیں جو امت مسلمہ میں اپنے گھناونے کردار اور ظلم و تشدد کیوجہ سے سخت ناپسندیدہ ھیں اس لئے ایسے ناموں سے برصغیر کے افراد عام طور پر احتراز کرتے ھیں مثلاً یزید حجاج وغیرہ ۔

البتہ یہ بات انتہائی حیرت کا باعث ہے کہ ھمارے یہاں پرویز نام کیونکر رکھا جانے لگا حالانکہ پرویز وہ شخص تھا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو چاک کیا تھا ۔

برصغیر میں خال خال اور بنگال میں خاص طور پر کنیت کو نام کی شکل میں رکھا جاتا ہے جیسے ابو الاعلی،ابوالبشر ، ابوالخیر ، ابوالکلام ۔

علاوہ ازیں برصغیر ھندو پاک میں پھولوں جانوروں دنوں اور مہینوں کے نام پر بھی بچوں کے نام ملتے ھیں ۔

جیسے گلاب ، یاسمین ، سنبل ، جمعہ ، رمضان ، شعبان ، اسد ، ضرغام ، ضیغم ۔

ھمارے یہاں ایک عجیب رواج قرآن مجید سے نام نکالنے کا ہے۔ قرآن مجید کے کسی صفحہ کو کھول کر صوتی یا ظاھری شکل کے اعتبار سے جو لفظ اچھا محسوس ھو وہ نام کے طور پر منتخب کر لیا جاتا ہے اس میں نہ تو معنی پر غور کیا جاتا ہے اور نہ ھی منتخب لفظ کے بارے میں یہ تحقیق کی جاتی ہے کہ وہ واحد ہے جمع ہے مذکر ہے یا مؤنث مثلاً ۔

مقیم ۔ سقیم ، فرحین ، عارفین ، مرسلین ، متقین ، مستقیم وغیرہ ۔

بعض نام مشترکہ طور پر بلا تفریق مرد و زن دونوں صنفوں کے لئے یکساں طور پر استعمال کئے جاتے ھیں ۔

جیسے ، اقبال ، قیصر ، عشرت ، سرور ، حیاۃ،ابتسام .

برصغیر کے شیعہ حضرات کے یہاں عام طور پر ائمہ اثنا عشر یا ان کے اقرباء کے نام رکھے جاتے ھیں اضافتی ناموں میں عبد یا غلام کی علی اور حسن حسین کی طرف نسبت کی جاتی ہے اور غلو کا یہ عالم ہے کہ بعض عبد یا غلام کی جگہ کلب کا لفظ بھی رکھدیتے ھیں جیسے کلب علی ، کلب عباس اور کلب باقر وغیرہ ۔

ھمارے معاشرہ میں آج کل تجدد کی جو لہر آئی ھوئی ہے اس کے اثرات نام پر بھی پڑتے ھیں ۔ اچھوتے مہمل اور غیر معروف ناموں کی وبا چل نکلی ہے اور اس شوق کی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ بہت سے ایسے نام نظر آنے لگے ھیں جو جدت اور ندرت کے اعتبار سے بظاھر بہت خوش نما معلوم ھوتے ھیں لیکن مفہوم و معنی کے اعتبار سے یا تو سرے سے مہمل ھوتے ھیں جیسے تہمینہ ، انیلہ، روبینہ یا اچھا مفہوم نہیں رکھتے جیسے سنیحہ وغیرہ ۔

حوالہ جات

۱ ۔ محمد بن المفضل الراغب الاصفہانی ، المفردات فی غریب القرآن فی اللغة والادب والتفسیر و علوم القرآن ص ۲۳۳ ، طبع کراچی نور محمد کارخانہ تجارت کتب ۱۹۱۱ ۔

۲ ۔ محمد مرتضی الزبیدی، تاج العروس من شرح القاموس ، طبع مصر المطبعة الخیریة ۱۳۰۶ ھ ۔

۳ ۔ شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب المصری ، المواھب اللدنیة، ج ۳ ص ۱۱۲، طبع مصر المطبعة الازھریة ۱۳۲۷ ھ ۔

۴ ۔ ابوبکر محمد بن الحسن بن درید ۔ الاشتقاق ص ۳ ، طبع مصر ۔ مطبعة السنة المحمدیة ۱۳۷۸ ھ ۔

۵ ۔ ایضاً ص ۸ ۔

٦ ۔ ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی ٦٦۸ ھ ۔

۶ الف ابو الفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی ۵۹۷ ھ ، الوفاء باحوال المصطفی ، ج ۱ ص ۳۶ ، طبع مصر دارلکتب الحدیثہ ۔

۷۔ احمد بن علی بن حجر العسقلانی ۸۵۲ ھ ، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۳ ص ۵۰۸ ، طبع مصر مطبعہ السعادہ ۱۳۲۸ ھ و احمد بن یحیی ۲۷۹ ، انساب الاشراف ج ۱ ص ۳۸۔

۸ ۔ ابوبکر محمد بن الحسن بن درید، الاشتقاق ص ۸ ۔

۹ ۔ ابوبکر محمد بن الحسن بن درید، الاشتقاق، ص ۹۔
واحد بن یحیٰی ، انساب الاشراف ج ۱ ص ۵۳۸۔

۱۰ ۔ احمد بن یحیٰی ، انساب الاشراف ج ۱ ص ۵۳۸ ۔

۱۱ ۔ ایضاً۔

۱۱ ۔ الف ۔ ابوبکر محمد بن الحسن بن درید ۳۲۱ ھ ، الاشتقاق ، ص ۹ ۔

۱۱ ۔ ب ۔ ابن سعد ج ۱ ص ۱۱۱۔

۱۱ ۔ ج ۔ ایضاً۔

۱۲ ۔ ابو جعفر احمد بن محمد بن الازدی الطحاوی، شرح معانی الآثار، ج ۲ ، ص ۳۹۳ ، الهند ، المطبعة المصطفائیه ۱۳۰۰ ۔

۱۳ ۔ محمد بن حاطب ، الاصابہ تذکرہ ۔

۱۴ ۔ احمد بن یحیٰی ، انساب الاشراف ، ج ۱ ص ۵۳۸ ۔

۱۵ ۔ ابو جعفر احمد بن محمد بن الازدی الطحاوی، شرح معانی الآثار، ۲ ص ۳۹۳۔

۱۶ ۔ ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف المالکی ۱۱۱۳ ھ ، شرح مواهب اللدنیه، ج ۳ ص ۳۳۳ ۔

۱۷ ۔ ابو جعفر احمد بن الازدی الطحاوی، شرح معانی الآثار ، ج ۲ ص ۳۹۳ ۔ الهند المطبوعة المصطفائیه ۱۳۰۰ ۔

۱۸ ۔ ابوبکر محمد بن الحسن بن درید، الاشتقاق، ص ۱۰ ۔

۱۹ ۔ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ۲۵۶ ھ ، الصحیح ج ۲ ص ۸۲۱ ، طبع ہند نور محمد اصح المطابع ۱۹۳۸ ھ ۔

۲۰ ۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ، جامع الترمذی ج ۲ ص ۱۰۶ ، طبع ہند دہلی ، مطبع مجتبائی ۔

۲۱ ۔ سلیمان بن اشعث الازدی ۲۷۵ ، السنن ج ۲ ص ۶۷۷ ۔

۲۲ ۔ ایضاً۔

۲۳ ۔ ایضاً ,, ,, ص ۶۷۶۔

۲۴ ۔ ابوبکر عبدالرزاق بن همام الصنعانی ، المصنف ، ج ۱۱ ص ۳۰ طبع مجلس علمی ۱۳۹۲ ھ ۔

۲۵ ۔ بخاری ج ۲ ، ص ۹۱۳ ، و ابو داؤد ج ۲ ص ۶۷۷ والمصنف ج ۱۱ ص ۳۱ ۔

۲۶ ۔ ابو داؤد ج ۲ ص ۶۷۷ ۔

۲۷ ۔ سنن ترمذی ج ۲ ص ۱۰۷ و ابو داؤد ج ۲ ص ۶۷۷۔

۲۸ ۔ ابو داؤد ج ۲ ص ۶۷۷ ۔

۲۹ ۔ عبدالرزاق ، المصنف ج ۱۱ ص ۳۳ ۔

۳۰ ۔ بخاری ج ۲ ص ۹۱۲ و ترمذی ج ۲ ص ۱۰۷۔

۳۱ ۔ سورة الحجرات آیت ۱۱ ۔

۳۲ ۔ بخاری ج ۲ ص ۹۱۵ ۔